1/2 41846 / 287

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عید کی نماز کے بعد وہیں عیدگاہ یا مسجد میں لوگ آپس میں ملتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور معانقہ بھی کرتے ہیں، اور اس کام کو بڑے اہتمام کے ساتھ انجام دیتے ہیں، اور اکثر لوگوں کا نظریہ اور خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ ثواب کا کام ہے، حالانکہ مصافحہ تو پہلی ملاقات کے وقت سنت ہے، جبکہ یہ لوگ نماز سے پہلے ایک ہی جگہ اکٹھے بیٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں محو گفتگو ہوتے ہیں۔ اور معانقہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری زندگی میں ایک یا دو دفعہ ثابت ہے۔ اور پھر اس کے بعد یہ لوگ جب اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں، تو اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں بڑے اہتمام سے جاتے ہیں جو عید مبارک سے تعبیر کرتے ہیں، اور مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں۔ اور اس کام کو ثواب کا کام گردانتے ہیں، اور اگر نہ کرے تو باعث گناہ سمجھتے ہیں۔

اور ہمارے علاقے کے علماء حضرات عیدگاہ یا مسجد میں نماز عید کے فوراً بعد ملنا اور مصافحہ اور معانقہ کرنا بدعت قرار دیتے ہیں، اور بعض علماء تو اس عمل کو روافض کا شعار قرار دیتے ہیں۔ اور پھر اس پر "من تشبہ بقوم ..." کا حکم لگاتے ہیں۔

اور جہاں تک عید کی نماز سے واپس آکر اپنے رشتہ داروں کے گھر جانا اور عید مبارکی کیلئے مصافحہ اور معانقہ کرنا ہے تو بعض علماء تو اس کو بھی بدعت قرار دیتے ہیں اور روافض کا عمل بتاتے ہیں، جبکہ بعض دوسرے علماء اس عمل کو جائز بلکہ ثابت "من زمن الصحابۃ" بتاتے ہیں۔

اب جواب طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ دونوں طرح کے عمل کا احادیث، یا صحابہ و تابعین کی زندگی میں سے ثبوت ملتا ہے یا نہیں اور کیا یہ ثواب کا کام ہے اور کرنا چاہیئے یا نہیں؟ یا واقعی یہ عمل بدعت اور روافض کا شعار ہے اور اسے چھوڑنا چاہیے؟ اگر یہ کام بدعت ہو تو کیا اس کی وجہ عوام پر سختی کرکے چھڑوانا چاہیے یا کہ عوام کو اپنے حال پر چھوڑ کر یہ کام ترک دیا جائے؟ کیونکہ بعض جگہوں میں اس عمل کو بند کرنے سے بہت بڑے انتشار اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

نیز جو ایک جملہ سلف صالحین سے منقول ہے کہ "تقبل اللہ منا و منکم صالح الأعمال" کیا یہ جملہ مصافحہ یا معانقہ کو مستلزم ہے یا نہیں؟ مدلل بیان کریں۔

بینوا توجروا۔

المستفتی۔ ذبیح اللہ

پشاور

فون: 03147006342

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۲/۱۶۶۱

00039

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱و۲)۔۔۔ جن مواقع میں حضور ﷺ سے مصافحہ ثابت اور منقول ہے مثلاً ملاقات کے وقت بالاتفاق یا وداع کے وقت علی الاختلاف، ان مواقع میں تو مصافحہ و معانقہ سنت ہے، اور جن مواقع میں مصافحہ و معانقہ ثابت نہیں ان مواقع میں مصافحہ و معانقہ کرنا فی نفسہ نہ سنت ہے اور نہ ناجائز بلکہ مباح ہے۔

اور عیدین کے بعد بھی حضور ﷺ سے مصافحہ و معانقہ و مبارکبادی کسی صحیح اور مستند حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا جن علاقوں میں اس کو عید کی سنت سمجھا جاتا ہو، اور اسی وجہ سے اس کا اہتمام والتزام کیا جاتا ہو، یا اتنا ضروری سمجھا جاتا ہو کہ نہ کرنے والے کو ملامت کی جاتی ہو تو ایسی صورت میں یہ بدعت اور ناجائز ہوگا جو کہ واجب الترک ہے۔

لیکن مسلمانوں کی کثیر تعداد ایسی بھی ہے جو محض عید کی خوشی اور مسرت کی وجہ سے آپس میں معانقہ و مصافحہ کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے ہیں وہ اس کو عید کی سنت نہیں سمجھتے، بلکہ محض محبت اور تعلق کا اظہار مقصود ہوتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں مصافحہ و معانقہ اور عید مبارک کہنا مباح اور جائز ہے۔(مأخذہٗ التبویب: ۳۳/۲۲۰)

چونکہ سوال میں ذکر کردہ امور اپنی ذات کے اعتبار سے مباح ہیں لہٰذا ان پر بغیر کسی تفصیل کے علی الاطلاق بدعت ہونے کا حکم لگانا درست نہیں، بلکہ ان امور پر سنت یا بدعت ہونے کا حکم لگانے کے لئے مذکورہ بالا تفصیل کا پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

تاہم جن علاقوں میں اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق یہ امور بدعت کے زمرہ میں داخل ہوتے ہوں وہاں بھی لوگوں کو ان امور سے روکنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے انتشار اور اضطراب پیدا ہو درست نہیں، بلکہ وہاں کے مقامی علماء کو چاہیے کہ عوامی اجتماعات میں اور عیدین کے اجتماعات میں مناسب انداز میں عوام پر ان امور کی شرعی حیثیت واضح کریں اور عوام کو یہ بتائیں کہ ان امور کو عید کی سنت سمجھ کر کرنا درست نہیں ہے، اور عید کی سنت سمجھے بغیر محض خوشی اور مسرت کی وجہ سے مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید مبارک کہنا مباح اور جائز ہے۔

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ [النحل : ۱۲۵]

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

00639

رد المحتار – (٦ / ٣٨١)

(قوله كما أفاده النووي في أذكاره) حيث قال اعلم أن المصافحة مستحبة عند كل لقاء، وأما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر، فلا أصل لـه في الشرع على هذا الوجه ولكن لا بأس به فإن أصل المصافحة سنة وكونهم حافظوا عليها في بعض الأحوال، وفرطوا في كثير من الأحوال أو أكثرها لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع بأصلها اهـ قال الشيخ أبو الحسن البكري: وتقييده بما بعد الصبح والعصر على عادة كانت في زمنه، وإلا فعقب الصلوات كلها كذلك كذا في رسالة الشرنبلالي في المصافحة، ونقل مثله عن الشمس الحانوتي، وأنه أفتى به مستدلا بعموم النصوص الواردة في مشروعيتها وهو الموافق لما ذكره الشارح من إطلاق المتون، لكن قد يقال إن المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدي الجهلة إلى اعتقاد سنيتها في خصوص هذه المواضع وأن لها خصوصية زائدة على غيرها مع أن ظاهر كلامهم أنه لم يفعلها أحد من السلف في هذه المواضع، ... ونقل في تبيين المحارم عن الملتقط أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة – رضي الله تعالى عنهم – ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض اهـ

اعلاء السنن (باب جواز التهنئة بالعيد) (١١٩/٨، ط:إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)

عن جبير بن نفير قال: «كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض: تقبل الله منا ومنك»

وعن محمد بن زياد: «كنت مع أبي امامة الباهلي رضي الله عنه وغيره من أصحاب النبي ﷺ فكانوا إذا رجعوا يقول بعضهم لبعض: تقبل الله منا ومنك»

قال المؤلف: دلالة الأحاديث علي الباب ظاهرة.

الدر المختار – (٢ / ١٦٩)

والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لا تنكر.

رد المحتار – (٢ / ١٦٩)

(قوله لا تنكر) خبر قوله والتهنئة وإنما قال كذلك لأنه لم يحفظ فيها شيء عن أبي حنيفة وأصحابه، وذكر في القنية أنه لم ينقل عن أصحابنا كراهة وعن مالك أنه كرهها، وعن الأوزاعي أنها بدعة، وقال المحقق ابن أمير حاج: بل الأشبه أنها جائزة مستحبة في الجملة ثم ساق آثارا بأسانيد صحيحة عن الصحابة في فعل ذلك ثم قال: والمتعامل في البلاد الشامية والمصرية عيد مبارك عليك ونحوه وقال يمكن أن يلحق

(جاری ہے---)

دار الافتاء

00C40

بذلك في المشروعية والاستحباب لما بينهما من التلازم فإن من قبلت طاعته في زمان كان ذلك الزمان عليه مباركا على أنه قد ورد الدعاء بالبركة في أمور شتى فيؤخذ منه استحباب الدعاء بها هنا أيضا. اهـ.

(۳)۔۔۔ مختلف روایات میں حضراتِ صحابہ سے عید کے دن ایک دوسرے کو "تقبل اللّٰہ منا الخ" کہنا ثابت ہے، لیکن ان روایات میں مصافحہ و معانقہ کا ذکر نہیں ہے، اور صرف یہ جملہ کہنا عقلاً مصافحہ و معانقہ کو مستلزم بھی نہیں۔ اور نہ ہی اس سے مصافحہ و معانقہ ثابت ہوتا ہے۔

اعلاء السنن (باب جواز التهنئة بالعيد) (۱۱۹/۸، ط:إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)

عن جبير بن نفير قال: «كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض: تقبل الله منا ومنك»

وعن محمد بن زياد: «كنت مع أبي امامة الباهلي رضي الله عنه وغيره من أصحاب النبي ﷺ فكانوا إذا رجعوا يقول بعضهم لبعض: تقبل الله منا ومنك»

قال المؤلف: دلالة الأحاديث على الباب ظاهرة.

فتح الباري – ابن حجر – (باب سنة العيدين لأهل الإسلام)

وقد روى بن عدي من حديث واثلة أنه لقي رسول الله صلى الله عليه و سلم يوم عيد فقال تقبل الله منا ومنك فقال نعم تقبل الله منا ومنك وفي إسناده محمد بن إبراهيم الشامي وهو ضعيف وقد تفرد به مرفوعا وخولف فيه فروى البيهقي من حديث عبادة بن الصامت أنه سأل رسول الله صلى الله عليه و سلم عن ذلك فقال ذلك فعل أهل الكتابين وإسناده ضعيف أيضا وكأنه أراد أنه لم يصح فيه شيء وروينا في المحامليات بإسناد حسن عن جبير بن نفير قال كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض تقبل الله منا ومنك.

زبیر احمد عفی عنہ
زبیر احمد کراچوی
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۱/ ۱/ ۱۴۳۶ھ
۲۶/ اکتوبر/ ۲۰۱۴ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱/۱/۱۴۳۶ھ

مفتی

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
۱/۱/۱۴۳۶ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۲/۱۶۶۱

00C41